# آزادی نام ہے سوچ و عمل کی آزادی کا

تحریر: شیخ مقبول احمد سلفی حفظہ اللہ

اسلامک دعوۃ سنٹر، مسرہ۔ طائف

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

# آزادی نام ہے سوچ و عمل کی آزادی کا

آزادی کیا ہے؟ سوچ کی آزادی، عمل کی آزادی۔ اگر کسی کی سوچ پہ پابندی ہو تو قید سے باہر ہوتے ہوئے بھی قید ہے اور سوچ و فکر کے اعتبار سے جو آزاد ہو اسے کبھی قیدی نہیں کہیں گے۔ اس پیر گراف کی کیا ہی عمدہ ترجمانی درج ذیل شعر میں کی گئی ہے۔

کاٹ کر زباں میری کہہ رہا ہے یہ ظالم
اب تجھے اجازت ہے درد دل سنانے کی

اسی طرح عمل کا بھی معاملہ ہے۔ عمل کے دائرے میں ذاتی، عائلی، معاشرتی، معاشی، مذہبی، حکومتی ہر قسم کے کاز داخل ہیں۔ کسی بھی وطن میں ایک محب وطن کو ان تمام آزادیوں کی سہولیت میسر ہونی چاہئے جن کی انہیں ضرورت ہے خواہ نظام جمہوری ہو یا بادشاہی یا پھر کوئی اور۔ اور عموما پورے عالم میں جمہوری نظام ہی رائج ہے جس میں قانونی اعتبار سے ہر شخص کو اتنی ہی حیثیت ہے جتنی کہ دوسرے کو۔ یہاں امیر و غریب کا فرق، استاد و شاگرد کا فرق، عوام و خواص کا فرق، کالے گورے کا فرق، چھوٹے بڑے کا فرق اور پڑھے وانپڑھ کا فرق بالکل نہیں ہے۔ بس فرد کو گنا اور شمار کیا جاتا ہے۔ علامہ اقبال نے اس بات کی کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

جمہوریت ایک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے

کسی بھی جمہوری ملک میں دستور جمہوریت کے اعتبار سے ذات وپات کا فرق کرنا، رنگ ونسل کے ساتھ امتیاز برتنا، مذہب کے نام پہ بٹوارے کرنا، سماج وسائٹی کے امیر وغریب کے درمیان فرقت کی خلیج پاٹنا، عوام ولیڈر کے درمیان اونچی دیوار قائم کرنا جرم گردانا جانا چاہیئے۔اس جرم کا جو بھی ارتکاب کرکے اس کے ساتھ بغیر امتیاز برتے دستور کے عین مطابق سزادینی چاہیئے مگر آزاد جمہوری ممالک میں ہوتا یہ ہے کہ غنڈا سے غندا شخص انتخاب جیتنے کے لئے غریب ومسکین کے گھر گھر جاتا ہے، اس کے بچوں سے پیار کرتا ہے ، بوسیدہ گھر میں زمین پر بیٹھ کر بھکاری کی طرح ووٹ کی اپیل کرتا ہے اور جب یہ لوگ ان کے دم پر جیت جاتے ہیں تو پھر ان کی حکومت میں سے کسی کو انکاؤنٹر کے نام پر قتل کیا جاتا ہے، کسی کو بلا ثبوت کے دہشت گردی کے الزام میں سالوں جیل کی آہنی سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے، کسی کو مذہب کے نام پر لڑایا جاتا ہے تو کہیں ذات وپات اور کہیں رنگ ونسل کو مدعا بنا کر عوام کو بٹوایا جاتا ہے غرض ان کے درمیان قتل وخون کا گھناؤنا کھیل کھیلا جاتا ہے۔

یہ کھیل کون کھیلتا ہے؟ سیاسی لیڈر، مجرم کی پشت پناہی کون کرتا ہے؟ عدالت اور منصف، مذہب کے نام پر لوگوں میں قتل عام کون کرواتا ہے؟ سیاسی حکمراں، نیتا، دو ٹکے کا لیڈر جسے انہی مقتول ومظلوم نے اپنے ووٹ سے لیڈر بنایا ہے۔جمہوری ملک میں کوئی ایسا مائے کا لال نہیں جو عوام کے ووٹ کے بغیر جیتا ہو، ممکن ہی نہیں پھر جیت کے بعد یہ حکمراں بدل کیوں جاتے ہیں؟

ووٹ مانگنے کے لئے غریب کے گھر آنے والا آج اس کے بچے کا آپریشن ہے پچیس پچاس ہزار روپئے چاہیئے کیوں مدد کے لئے اس کے گھر نہیں آتا؟ کیا اس کے گھر کا راستہ بھول جاتا ہے؟

عوام کے ووٹ سے جیتنے والا لیڈر کیوں لوگوں کو مذہب کے نام پر لڑاتا ہے جبکہ ووٹ حاصل کرنے میں کسی کا مذہب نہیں دیکھا، کیا انہیں اس بات کا پتہ نہیں ہے؟

جب کسی جمہوری ملک میں حقوق کی بات کی جاتی ہے تو انصاف کے نام پر ووٹ مانگنے والے یہی حکمراں اہل وطن کے درمیان ناانصافی کا بیج بوتے ہیں، کیا یہی جمہوریت، انصاف اور آزادی کا مطلب ہے؟ اہم سوال یہی ہے کہ ہم عوام کو ووٹ کے وقت بھروسہ دینے والے، دلاسہ دینے والے، حقوق دینے والے، مطالبہ پورے کرنے والے، نوکریاں، وظائف اور آزادی دینے والے ہمیں بھول کیسے جاتے ہیں؟ وہ ہمارے لئے یکسر بدل کیوں جاتے ہیں؟ وہ ہمارے ساتھ انصاف کرنے کی بجائے زیادتی کیوں کرتے ہیں ؟ ناحق ہمارا خون کیوں کرتے ہیں؟ بغیر جرم کے ہمیں جیل کی سزا کیوں دیتے ہیں؟ ہماری عورتوں کی عزتوں کو پامال کیوں کرتے ہیں؟ ہماری غربت وافلاس مٹانے کی بجائے اس پہ طنز بلکہ اس سے فائدہ کیوں اٹھایا جاتا ہے؟ ہمارے زخموں پر مرہم لگانے کی بجائے اس پر نمک کیوں چھڑکتے ہیں؟

ان سوالوں کا جواب یہ ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ یہ بات صرف ہندوستان ہی تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر جمہوری ملک میں مسلمانوں کے ساتھ کافروں، یہودیوں، عیسائیوں اور مشرکوں کا یہی شیوہ ہے۔

ان سوالوں کے ساتھ کیا کوئی ہندوستانی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ ہم یہاں آزاد ہیں جبکہ ہماری سوچ وفکر کے ساتھ عمل پر بھی پابندی عائد کی گئی ہے۔ نہیں، ہرگز نہیں، کوئی مسلمان اپنے آپ کو آزاد نہیں کہہ سکتا ہے ۔اس لئے بلا جھجھک یہ کہیں گے ملک انگریزوں کی غلامی سے آزاد تو ہو گیا مگر ملحدوں اور کافر ومشرک کی غلامی سے آزاد نہیں ہے۔

آج ملک ہندوستان کو ہندوراشٹر بنانے کی مکمل شازش چل رہی ہے، قتل عام اور نسل کشی کے ذریعہ ہماری آبادی ختم کی جارہی ہے، ہندوانہ رسومات وعقائد کی انجام دہی پر مجبور کیا جارہاہے، ہمیں اپنے مسلم پر سنل لا پر عمل کرنے سے روکا جارہاہے۔ مساجد و مدارس اور اذان و نماز کو دہشت گردی باور کرایا جاراہے، پرامن اہل وطن مسلمانوں کی شہریت ملغی کی جارہی ہے، امن کے داعی اور مبلغ پر دہشت گردی کے مقدمات درج کئے جارہے ہیں۔

دوسری طرف دہشت گردی کرنے والے اور پھیلانے محب وطن، امن پسند، ملک کے نگراں، عدالت وانصاف کے محافظ اور قوم ووطن کے اصل ٹھکیدار کہے جارہے ہیں۔ ہاتھ میں بندوق و تلوار ہے پھر بھی دہشت گرد نہیں، بدن پہ معصوموں کے خون کے دھبے ہیں پھر باعزت بری ہیں، کھلے عام بیچ سڑکوں پر مل کر مسلمان کو بے رحمی سے قتل کیا جاتاہے پھر بھی کوئی بات نہیں، مسلمان لڑکی کے ساتھ اجتماعی عصمت دری کرکے اور درندگی کے ساتھ قتل کرکے پھیک دیا جاتاہے پھر بھی یہ ملک کے محافظ ہیں ان کا کوئی جرم جرم نہیں عین امن وشانتی ہے۔

ان سب باتوں کے پس منظر میں یہ جان سکتے ہیں کہ ہمارا ملک آزاد نہیں ہے، ہم آزاد نہیں ہیں۔ ہماری سوچ پابند سلاسل ہے، ہمارا اسلامی طرز عمل کافروں کے یہاں پابند حکومت وعدالت ہے۔ جب ہم آزاد نہیں تو پھر سے ہمیں ایک بار آزاد ہونے کی ضرورت ہے، پھر سے ملک کی سالمیت اور اہل ملک کے تحفظ کے لئے اصل لٹیروں سے لڑکر آزادی حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ کب تک ہاتھ پہ ہاتھ دھرے مار کھاتے رہیں گے، اپنی عزتیں نیلام کرتے رہیں گے، اپنے حقوق ومراعات سے محروم ہوتے رہیں گے، اپنے مذہب کا خون بہتے دیکھتے رہیں گے؟

آج تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی ضرورت ہے کیونکہ کفر کی ساری طاقتیں ہمارے خلاف یکجا ہو چکی ہیں۔ جب تک ہم متحد نہیں ہوں گے انتشار کے نقصان سے ابھر نہیں سکتے۔ جس طرح

مل کر وطن کو انگریزوں سے آزاد کیا تھا اسی طرح ملکر باطل طاقتوں سے مقابلہ کر کے اپنی آزادی حاصل کر سکتے ہیں اور یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ جب تک ہم مسلمان آزاد نہیں ہوں گے کبھی ملک میں امن نہیں رہے گا۔امن کے اصل پیغامبر صرف اور صرف مسلمان ہیں۔

***************

نوٹ:اسے خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی شیئر کریں۔

مزید دینی مسائل،جدید موضوعات اور فقہی سوالات کی جانکاری کے لئے وزٹ کریں۔


Maqubool Ahmed

SheikhMaqubolAhmedFatawa.

00966531437827

Maquboolahmad.blogspot.com

islamiceducon@gmail.com

Online fatawa salafia Maqbool Ahmed salafi


30 October 2020